OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

غیر مسلم نقطۂ نظر سے سیرتِ النبی ﷺ: سرجیت سنگھ لامبا کی "قرآنِ ناطق" کا تجزیاتی مطالعہ

Seerat of Holy Prophet from a Non-Muslim Perspective: An Analytical Study of Surjit Singh Lamba's *Qur'an-e-Natiq*

Uzma Nawaz
M Phil Scholar, Department of Islamic Studies, The Women University Multan
Dr Sumera Safdar
Lecturer, Department of Islamic Studies, The Women University Multan.
Rehana Noreen
Doctoral Candidate, The Women University Multan

Abstract

The writing of *Seerah* (the biography of the Prophet) is a noble art in which the various facets of the Holy Prophet's (PBUH) blessed life are chronicled with love, devotion, realism, and impartiality. While Muslim biographers have elevated the art of *Seerah* writing to its zenith—driven by their profound love for the Prophet (PBUH)—non-Muslim biographers have also examined his noble persona through their own unique perspectives. A prominent figure among them Surjit Singh Lamba despite being a non-Muslim, he has—with remarkable impartiality—presented the Prophet (PBUH) as a great leader, placing him on a par with his own religious mentor, Baba Nanak Sahib.

Lamba Sahib's magnificent book, *Quran-e-Natiq* (The Speaking Quran), is a work in which he has articulated his emotions with profound impact, presenting the *Seerah* (life story) of the Prophet (PBUH) with deep love and devotion. Every word of the book bears witness to his heartfelt attachment, respect, and reverence.

CC BY

Furthermore, the perspective from which Lamba Sahib has viewed and contemplated both the personality of the Prophet (PBUH) and the Holy Quran is truly touching. *Quran-e-Natiq* is like a fragrant flower whose scent—born of love for the Prophet (PBUH)—transcends borders and religions to perfume every heart.

In concluson, Quran-e-Natiq stands as more than a biographical work it is a heartfelt expression of Ishq-e-Rasool from a non-Muslim lens. Labmba's sincerity intellectual rigor and literary nuance offer a distinctive and inclusive contribution to Seerat literature. This research engourages broader interfaith appreciation and expands the scope of Islamic historiography.

Key Words: Seerat-un-Nabi ﷺ from a Non-Muslim Perspective: A Study of Ishq-e-Rasool ﷺ and Heartfelt Attachment in Surjit Singh Lamba's *Qur'an-e-Natiq*

تمہید

سیرت نگاری ایک عظیم فن ہے۔ جس میں نبی کریم ﷺ کی زندگی مبارک کے مختلف پہلوؤں کو محبت، عقیدت، حقیقت پسندی اور غیر جانبدار ہو کر قلمبند کیا جاتا ہے۔ مسلمان سیرت نگاروں نے جہاں اپنے عشق رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ سیرت نگاری کو (پیک) یعنی بلند چوٹیوں تک پہنچایا ہے۔ وہاں پر غیر سیرت نگاروں نے بھی آپ ﷺ کی ذات اقدس کو اپنے زاویہ فکر سے موضوع بحث بنایا ہے۔ ان میں ایک نمایاں نام سرجیت سنگھ لامبا صاحب کا ہے۔ جنہوں نے غیر مسلم ہوتے ہوئے غیر جانبداری کے ساتھ آپ ﷺ کی شخصیت کو اپنے مذہبی گرو، بابا نانک صاحب کے برابر ایک عظیم رہنما کے طور پہ پیش کیا ہے۔

لامبا صاحب کی عظیم کتاب، قرآن ناطق (بولتا ہوا قرآن) جس میں انہوں نے اپنے جذبات کو نہایت ہی موثر انداز کے ساتھ جلا بخشی ہے۔ اپنے عاشقانہ انداز اور محبت کے ساتھ سیرت النبی ﷺ کو پیش کیا۔ کتاب کے ایک ایک لفظ سے دلّی وابستگی، احترام اور عقیدت و محبت کا ثبوت نظر آتا ہے۔ اور لامبا صاحب نے آپ ﷺ کی شخصیت کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کو جس نقطہ نظر سے دیکھا اور پرکھا ہے۔ دل کو چھو لینے والا انداز ہے۔ قرآن ناطق ایک ایسا خوشبودار پھول ہے کہ عشق رسول ﷺ کی خوشبو سرحدوں اور مذاہب سے بالاتر ہو کر ہر دل کو معطر کر دیتی ہے۔

مصنف کا تعارف

سرجیت سنگھ لامبا 1931ء میں راولپنڈی میں پیدا ہوئے اور قیامِ پاکستان کے بعد ہندوستان منتقل ہو گئے، جہاں انہوں نے وزارتِ قانون میں ایک اہم سرکاری منصب پر خدمات انجام دیں۔ وہ اقبالیات کے ممتاز ماہر اور علامہ محمد اقبالؒ کے فکر و فن کے گہرے شناس ہیں۔ اقبالؒ کے گہرے مطالعے نے انہیں ہزاروں اشعار اور سوانحی پہلوؤں سے واقف کیا، اور اسی فکری وابستگی کے نتیجے میں ان کے اندر عشقِ رسول ﷺ کا شعوری اور اختیاری جذبہ پیدا ہوا۔

دہلی میں قیام کے دوران سیرتِ نبوی ﷺ پر ان کے خطبات علمی بصیرت اور والہانہ عقیدت کا حسین امتزاج پیش کرتے ہیں۔ ان کا اندازِ گفتگو سننے والوں کے دلوں کو متاثر کرتا ہے۔ پاکستان، امریکہ اور دیگر ممالک میں انہیں سیرت کے حوالے سے احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور مختلف اخبارات و جرائد نے ان کی علمی آراء کو سراہا ہے۔

لامبا صاحب نرم خو، منکسر المزاج اور علمی ذوق رکھنے والی شخصیت ہیں۔ وہ اردو زبان و ادب پر دسترس رکھتے ہیں۔ ان کی نمایاں تصانیف میں **"نظرِ خسرو"**، **"نظرِ اقبال"** اور بالخصوص **"قرآنِ ناطق"** شامل ہیں۔ ان کی تقاریر میں قرآنی آیات اور احادیث کا باوقار استعمال نمایاں ہوتا ہے۔ بعض حلقوں نے ان کے عشقِ رسول ﷺ اور گہرے مطالعے پر اظہارِ تعجب بھی کیا، جبکہ وہ خود مدینہ منورہ کی حاضری کی آرزو کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اور اس جذبے کو اپنے اشعار میں بھی بیان کرتے ہیں۔

ان کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کی محبت ایمان کی اساس ہے۔ اور وہ عید میلاد النبی ﷺ کے مواقع پر مختلف ممالک میں عقیدت کے جذبات پیش کرتے ہیں۔ اقبالیات کے ضمن میں وہ اقبال کے فلسفۂ خودی، احترامِ انسانیت اور آفاقی پیغام کے قائل ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات پوری انسانیت کے لیے ہیں، اسی لیے وہ خود کو اقبال کا روحانی فرزند قرار دیتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ کلامِ اقبال نے ہی انہیں عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے آشنا کیا۔

سرجیت سنگھ لامبا کے نزدیک علامہ محمد اقبال کی شاعری کی فکری بنیاد اگرچہ قرآنِ مجید ہے اور بظاہر اس کے اولین مخاطب مسلمان ہیں، تاہم قرآن کی تعلیمات کسی ایک قوم یا طبقے تک محدود نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہیں۔ وہ قرآنِ حکیم کی عظمت کے معترف ہیں اور اسے ایک آفاقی پیغام قرار دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں اقبال کو کسی مخصوص مذہبی گروہ کی میراث سمجھنا درست نہیں، کیونکہ اقبال کا اصل پیغام انسان دوستی اور احترامِ آدمیت ہے۔

لامبا صاحب کی اقبال سے عقیدت اس قدر گہری ہے کہ وہ خود کو اقبال کا روحانی فرزند کہتے ہیں۔ ان کے بقول، کلامِ اقبال ہی وہ ذریعہ بنا جس نے ان کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی محبت پیدا کی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کائنات کی ہر خوبصورتی دراصل نورِ مصطفیٰ ﷺ کی جھلک ہے یا اسی نور کی جستجو کا اظہار ان کے نزدیک عشقِ محمدی ﷺ انسان کو غیر معمولی روحانی قوت عطا کرتا ہے، اور ایک سچے مسلمان کی اصل تابندگی اسی محبت سے وابستہ ہے، جیسے موتی اپنی چمک پانی سے پاتا ہے۔

انہیں بعض علمی حلقوں کی جانب سے **"سفیرِ محبت"** کا لقب دیا گیا۔ ہندوستان اور پاکستان کی متعدد ممتاز شخصیات، مثلاً سید حامد، مولانا عبید اللہ اعظمی اور پروفیسر اختر الواسع سمیت کئی اہلِ علم ان کی خدمات کے معترف ہیں۔

غیر مسلموں کے ہاتھوں لکھی جانے والی سینکڑوں کتابوں میں سرجیت سنگھ لامبا کی تصنیف **"قرآن ناطق"** کو ایک ممتاز اور منفرد مقام حاصل ہے۔

"قرآن ناطق" 2008ء میں میٹرو پرنٹرز لاہور کی جانب سے شائع ہوئی۔ دو سو صفحات پر مشتمل اعلیٰ درجے کی سیرت کی کتاب پر اگر اس کے مصنف سیرت کی کتاب پر درج نہ ہو تو کسی کو گمان نہیں گزر سکتا کہ یہ کسی غیر مسلم کی تصنیف ہے اس کتاب کا تحقیقی جائزہ اس مقالے میں پیش کیا گیا ہے تا کہ قارئین کو اس کی اصلیت اور اہمیت کا بخوبی علم ہو سکے اور یہ کہ مصنیف کی سیرت پر یہ کتاب لکھنے مقصد کیا ہے اس بات کا بخوبی جانا جا سکے۔

1. قرآن ناطق سرجیت سنگھ ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے برصغیر پاک و ہند کے مختلف شہروں میں بڑے بڑے اجتماعات سیرت میں کی تھیں اور پھر بعد میں امریکہ میں مقیم اپنے بیٹوں کی فرمائش پر انہیں عوام الناس کی خدمت میں پیش کیا۔
2. سرجیت سنگھ لامبا کی سیرت طیبہ ﷺ سے متعلقہ اس کتاب میں آپ ﷺ کی زندگی کا خوب احاطہ کیا گیا ہے۔

"قرآن ناطق اردو زبان میں سیرت کے موضوع پر ایک مختصر مگر جامع کتاب ہے۔ مصنف کا قلم شروع سے آخر تک عقیدت

کرتے ہوئے لکھتے کہ "میں ایک انسان ہوں اور اس فخر انسانیت کا تہہ دل سے احترام کرتا ہوں جو آفتاب ہدایت بن کر فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا اور جس کی روشنی سے یہ کائنات جگمگا اٹھی اور پھر لکھتے ہیں کہ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی عظیم شخصیت ہمارے خراج عقیدت کی ہرگز محتاج نہیں۔ میں تو صرف آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ اپنی جذباتی وابستگی، اپنی محبت، خلوص اور عقیدت کے پھول پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ورنہ سچ تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات کی بلندیوں کا تصور کرنا انسان کے شعور سے بالاتر ہے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں فرشتے بھی ادب سے سر جھکاتے ہیں اور عرش کی بلندی بھی اس کے سامنے ہیچ ہے۔"[1]

نذرانہ عقیدت کے بعد آپ ﷺ کی شخصیت، اسلام کیا ہے، اسلام کا مشن بیان کرنے کے بعد حضور اکرم ﷺ بعثت سے قبل کے حالات، آپ ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی کو نثری انداز میں بیان کیا ہے اور بعض جگہوں پر اشعار کا بھی بڑے سلیقے کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ اس کے بعد کتاب کے آخر میں شہر مصطفیٰ ﷺ کی عقیدت اور حاضری کی تڑپ اور عشق کے جذبات سے لبریز ایک نعت پاک بھی لکھی ہے جسے پڑھ کر قاری محبت رسول ﷺ سے سرشار ہو جاتا ہے۔ اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کی زیارت کی تڑپ بڑھ جاتی ہے۔

بعد ارشادات نبوی اور متفرق واقعات کے تحت حقوق العباد، عدل، مساوات، امن کا پیغام، جہاد کی اصل روح اور پر امن بقائے باہمی، عشق رسو ﷺ کی اہمیت اور اثرات پر روشنی ڈالی ہے۔

وجہ تصنیف:۔

سرجیت سنگھ لامبا نے "قرآن ناطق" صرف اور صرف عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر لکھی ہے۔ ان کا مقصد نہ شہرت تھا، نہ علمی برتری کا دعویٰ، بلکہ صرف سیرت رسول ﷺ کو خالص جذبہ عقیدت کے ساتھ بیان کرنا اور حصول سعادت کے سواء کچھ اور نہ تھا۔ مصنف کتاب کو تالیف کرنے کا مقصد بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

"میری التجاء ہے کہ قارئین اس کتاب کے مطالعے سے اسلام کی روح کو سمجھیں، اس پر عمل کریں اور اپنے قلوب کو اس شمع محبت سے منور کریں جو چودہ سو سال قبل حضور اکرم ﷺ نے روشن کی، انسانیت کو خیر سگالی کا پیغام دیا اور اپنے مسلک کے بارے میں اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ "محبت میری بنیاد ہے"[2]

مصنف کے مصادر:۔

قرآن پاک کے بعد مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کرتے ہوئے مصنف نے "قرآن ناطق" کو تصنیف کیا ہے۔

صحیح بخاری:۔

صحیح بخاری جس کا مکمل نام الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسنہ وایامہ" ہے یہ احادیث نبویہ پر مشتمل سب سے متعبر اور صحیح ترین کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس کا شمار صحاح ستہ میں سب سے اول درجے پر کیا جاتا ہے۔ امام بخاری نے اس کتاب کو خاص اہتمام کے ساتھ تدوین کیا ہے اور تقریباً چھ لاکھ (600000) احادیث میں سے صرف وہی احادیث منتخب کی ہیں جن میں سند متصل، راوی ثقہ اور متن کے اعتبار سے بھی حدیث صحیح کی تمام شرائط پر پورا اترتی تھی۔ اس کتاب میں تقریباً7275 احادیث (مکرات سمیت) اور2600 کے قریب منفرد احادیث شامل ہیں۔ امام بخاری نے ہر حدیث کو جمع کرنے سے قبل وضو کیا، نفل نماز پڑھی اور استخارہ کیا جو ان کے روحانی اخلاص اور علمی دیانت کا مظہر ہے صحیح بخاری کو تمام مکاتب فکر کے اہل علم نے قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے اور یہ کتاب قرآن مجید کے بعد سب سے معتبر دینی ماخذ سمجھی جاتی ہے۔[3]

شرح زرقانی:۔

شرح الزرقانی علی المواہب الدنیہ سیرت نبویہ ﷺ پر لکھی گئی ایک نہایت معتبر اور تفصیلی شرح ہے۔ جو علامہ احمد القسطلانی کی مشہور کتاب "المذاہب الدنیہ" پر لکھی گئی ہے۔ جو سیرت کی ایک جامع اور اہم ترین کتاب ہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو نہایت ادبی تحقیقی اور دینی عقیدت کے انداز کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ علامہ محمد عبد الباقی زرقانیؒ نے اس کتاب پر ایک علمی، ادبی اور فنی شرح لکھی، جو "شرح الزرقانی" کے نام سے معروف ہوئی۔ اس شرح میں مصنف نے سیرت طیبہ کے واقعات کو صرف نقل کرنے پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ ان کی وضاحت، عقلی توجیہ، فقہی فوائد اور حدیثی شواہد بھی پیش کئے ہیں۔ شرح زرقانی کو اس کی جامعیت، علمی گہرائی اور نبی کریم ﷺ سے مؤلف کی عقیدت کی وجہ سے عالم اسلام میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور یہ سیرت نگاری کے اہم مراجع میں شامل ہے۔ [4]

"السیرۃ النبویہ" کا تعارف:۔

ابن ہشام کی مرتب کردہ کتاب "السیرۃ النبویہ" سیرت رسول ﷺ پر سب سے قدیم مستند کتب میں شمار ہوتی ہے۔ یہ دراصل ابن اسحاق کی تصنیف "السیرۃ" کی تلقین و تدوین ہے جس میں ابن ہشام نے اپنی علمی بصیرت کے ساتھ اضافات اور اصلاحات کیں۔ کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت، نسب، بعثت، مکی و مدنی زندگی، غزوات، معجزات، خطبات اور وصال تک کے تمام اہم واقعات کو مفصل اور مستند انداز میں قلم بند کیا ہے۔ ابن ہشام نے اپنی کتاب میں اشعار، عربی نسب، جغرافیہ اور لغت کے حوالے سے بھی وضاحتیں شامل کی ہیں۔ جو اس کتاب کو صرف سیرت نہیں بلکہ ادبی و تاریخی لحاظ سے بھی مفید بناتی ہیں۔ [5]

"سیرۃ النبویہ لابن کثیر" کا تعارف:۔

ابن کثیر کی سیرت نمایاں کتاب سیرۃ النبویہ لابن کثیر ہے جو ان کی مشہور تاریخی تصنیف البدایۃ والنہایۃ کی ابتدائی جلدوں سے ماخوذ ہے۔ کتاب میں نبی کریم ﷺ کی ولادت، نسب، بعثت، ہجرت، غزوات، معجزات اور وصال کے واقعات کو نہایت جامع اور مستند انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ابن کثیر نے اس کتاب میں نہ صرف تاریخی روایات کو جمع کیا بلکہ ان کے اسناد و درایت کے اصولوں کے مطابق تنقیدی جائزے بھی پیش کئے۔ انہوں نے سیرت نگاری میں محدثانہ اسلوب اپنایا اور ضعیف روایات تنقید کرتے ہوئے صحیح اور احسن احادیث کو ترجیح دی۔ ان کی سیرت کی خصوصیات یہ بھی ہے کہ انہوں نے قرآن وحدیث کی روشنی کے واقعات کی تعبیر کی اور اسے محدثین کی اصلاحات و معیار کے مطابق مرتب کیا۔ [6]

اسلوب و منہج:۔

"قرآن ناطق" میں سرجیت سنگھ لامبا کا اسلوب سادہ، مؤثر اور عشق رسول ﷺ سے لبریز ہے۔ مصنف نے سیرت رسول ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتے ہوئے علمی اسلوب کی بجائے زیادہ تر عقیدت مندانہ اور روحانی انداز اختیار کیا ہے۔ کتاب میں کہیں کہیں قرآن پاک کی آیات اور احادیث اور احادیث نبوی کو بیان کیا گیا ہے۔ تاہم ان کے ہاں باقاعدہ حوالہ جات میں علمی معیار کی وہ جامعیت نظر نہیں آتی جو روایتی سیرت نگاری یا تحقیقی ادب میں ہوتی ہے۔ حوالہ جات کے اعتبار سے کتاب نسبتاً کمزور ہے۔ پوری کتاب میں صرف چند ایک مقامات پر صحیح بخاری، سیرت ابن ہشام، تاریخ ابن کثیر اور زرقانی کا مختصر طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ بیشتر مقامات پر حوالہ جات یا مراجع کا فقدان پایا جاتا ہے۔ جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف کا مقصد تحقیق سے زیادہ تاثراتی اور جذباتی اظہار محبت و عقیدت تھا۔

اسلوب کی سب سے نمایاں خوبی اس کی روانی، سادگی اور اثر پذیری ہے۔ زبان عام فہم روان اور سلیس ہے۔ جسے عام قاری بھی با آسانی سمجھ سکتا ہے۔ مصنف نے ممتاز شعراء کے نعتیہ کلام اور ادبی اقتباسات کو سیرت نگاری کا حصہ بناتے ہوئے اپنی تحریر کو نہ صرف جمالیاتی حسن عطا کیا ہے بلکہ عشق رسول ﷺ کے جذبے کو مزید گہرائی بخشی ہے۔ اشعار کا برمحل استعمال

نہ صرف جذبات کو ابھارتا ہے بلکہ نعتیہ ادب کی روایت کو سیرت نگاری میں خوش اسلوبی سے جوڑتا ہے۔ ان کے ہاں عقیدت کے ساتھ ساتھ ایک غیر مسلم ہونے کے ناطے سیرت رسول ﷺ کے حسن سلوک اخلاقی عظمت اور عالمی پیغام پر خراج تحسین کا پہلو نمایاں طور پر جھلکتا ہے۔ اگرچہ کتاب تحقیق کے سخت معیارات پر پوری نہیں اترتی مگر ایک خالص نثری اور محبت آمیز سیرت نگاری کے زمرے میں ایک والہانہ، ذوقی اور قلبی اظہار کا خوبصورت نمونہ ہے۔

قرآنی آیات:۔

سرجیت سنگھ نے اپنی تصنیف میں سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتے ہوئے قرآنی آیات کو مع ترجمہ شامل کیا ہے مثلاً پہلی وحی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ

"ایک دن معمول کے مطابق آپ ﷺ غار حرا کے اندر عبادت میں مشغول تھے تو اچانک غار میں آپ ﷺ کے پاس ایک فرشتہ ظاہر ہوا، واقعہ کو آگے بڑھاتے ہوئے سورۃ علق کی ابتدائی چند آیات کا ذکر کرتے ہیں۔ [7]

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ [8]

"پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھیئے آپ کا رب سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم دیا۔"

آپ علانیہ تبلیغ کے سلسلے میں لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل آیات کا ذکر کرتے ہیں کہ [9]

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ [10]

"اور پیغمبر آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے"

نبی کریم ﷺ نے جب قریش کو عذاب الٰہی سے ڈرایا اور فرمایا کہ، میں تم لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرارہا ہوں اگر تم لوگ ایمان نہیں لاؤ گے تو تم پر اللہ کا عذاب نازل ہو گا۔ یہ سن کر تمام قریش جن میں آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو لہب پیش پیش تھے ناراض ہو کر چلے گئے اس آواز کی گونج ابھی مکے کے اطراف میں سنائی دے رہے تھی اللہ تعالیٰ کا ایک اور حکم نازل ہوا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ [11]

"پس آپ اس بات کا واضح اعلان کر دیں جس کا حکم دیا گیا ہے اور مشرکین سے کنارہ کش ہو جائیں"

احادیث مبارکہ سے استدلال:۔

سرجیت سنگھ نے اکثر مقامات پر ادعیہ نبوی ﷺ اور آپ ﷺ کے فرامین کو نقل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ روایت ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ایک روز دعا فرمائی کہ

"اے اللہ، دونوں عمر (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) اور ابو جہل میں سے جو شخص تیرے نزدیک زیادہ بہتر ہے اس کے ذریعے اسلام کو قوّت عطا فرمایا۔" [12]

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ

"جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لئے امان ہے جو شخص کعبہ میں داخل ہو جائے گا اس کے لئے امان ہے جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔" [13]

شاعرانہ انداز:۔

سرجیت سنگھ نے اپنی تصنیف "قرآن ناطق" میں اپنی تحریر کو شاعرانہ رنگ بھی دیا ہے۔ بعض مقامات پر اشعار کی صورت میں حضور اکرم ﷺ کی سیرت کو دلنشین انداز میں پیش کیا ہے۔ مصنف کا یہ انداز کتاب کو ادبی حسن اور قاری کو ذوقِ مطالعہ عطا کرتا ہے آپ ﷺ کے حسن اخلاق، عفوو درگزر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے
گالی دی پتھر برسائے
اس پر چھڑکی پیار کی شبنم
صلی اللہ علیہ والہ وسلم

دین، دھرم، ایمان محمد
صلی اللہ علیہ وسلم
ایشور کی پہچان محمد
صلی اللہ علیہ وسلم
مکھڑے سے سورج شرمائے
اور زلفوں سے رات کے سائے
روپ تیرا قرآن محمد
صلی اللہ علیہ وسلم
آ میں تجھے دکھاؤں سراپا رسول ﷺ کا
قرآن کا لفظ لفظ ہے چہرہ رسول ﷺ کا[14]

مسلم مفکرین کے اقوال:۔

مصنف نے اپنی تصنیف میں آفتاب کی ایک جھلک کچھ یوں پیش کی ہے۔ اور ساتھ میں ایک مسلم مفکر کے قول کو بھی شامل کیا ہے۔

جیسا کہ آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہوئے شاہ عبد العزیز دہلوی کا قول نقل کرتے ہیں۔

"کسی سے آپ ﷺ کی توصیف و تعریف کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ صفاتِ خداوندی کی جھلک آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی میں دکھائی دیتی ہے۔ اللہ کے بعد آپ ﷺ ہی کی ذات ہے جو ساری کائنات میں ممتاز ہے"[15]

قرآن ناطق کی خوبیاں:۔

سرجیت سنگھ لامبا نے اپنی تصنیف "قرآن ناطق" میں نہایت سادہ اور مربوط انداز میں سیرت کے تمام واقعات کو بیان کیا ہے۔ اور تمام واقعات کو اسی ترتیب سے بیان کیا ہے جس طرح دیگر سیرت نگاروں نے اپنی مستند کتب میں واقعات ذکر کیے ہیں۔

آپ نے سیرت طیبہ ﷺ کے تمام پہلوؤں کو نہایت اخلاص اور محبت سے بیان کیا ہے۔ اگرچہ چند مقامات پر معمولی علمی لغزشیں نظر آتی ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر انہوں نے سیرت سے متعلق تمام عنوانات کو درست انداز میں پیش کیا

رسول ﷺ سے لبریز ہے قرآنِ ناطق کا ہر باب عشقِ رسول ﷺ کا پر اثر اظہار ہے۔ مصنف نے جن موضوعات کو بالکل درست اور نہایت احسن انداز میں بیان کیا ہے۔
ان میں سے چند موضوعات کا ذکر مندرجہ ذیل ہے۔

کتاب کے نام کی خوبی:۔

سرجیت سنگھ نے کتاب کا نام "قرآن ناطق" رکھا، اس کا معنی ہے، بولنے والا قرآن، یعنی یہ بولنے والی کتاب ہے۔ اصل میں یہ حضرت علیؓ نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا کہ اللہ نے حضور ﷺ کی بعثت فرما کر پہلے والوں کی تصدیق فرمائی۔ اور وہ نور پیش کیا جس کی اقتداء کی جائے، یہی وہ قرآن ہے، اسے بُلوا کہ دیکھو، یہ خود نہیں بولے گا، میں اس کی طرف سے ترجمانی کروں گا، یاد رکھو! اس میں مستقبل کا علم ہے اور ماضی کی داستان ہے۔ سارے درد کی دوا ہے، اور تمہارے امور کی تنظیم کا سامان ہے۔ [16]

انتساب کی خوبی:۔

سرجیت سنگھ کی تصنیف قرآنِ ناطق کی نمایاں خوبی اس کا انتساب ہے جو کہ مصنف نے نہایت بلیغ اور روحانی انداز میں کیا ہے۔ انہوں نے اپنی اس کاوش کو فاران کی چوٹی کے نام کیا ہے جس پر نازل ہونے والی تجلی نے انسان کو اس کے اصل مقام سے روشناس کیا اور کائنات کے ہر گوشے کو منور کر دیا۔ یہ انتساب اس بات کا مظہر ہے کہ مصنف نے سیرتِ نبوی ﷺ کو محض تاریخی واقعات کے تسلسل کے طور پر نہیں دیکھا بلکہ اسے آفاقی نور اور ہدایت کا سرچشمہ سمجھتے ہوئے پیش کیا ہے۔

حضور ﷺ کی بعثت سے قبل حالات:۔

سرجیت سنگھ نے اپنی تصنیف "قرآن ناطق" کا آغاز سیرت کی دیگر کتب کی طرح حضور ﷺ کے بعثت سے قبل عربوں کے حالات سے کیا ہے۔ انہوں نے اس دور کی سیاسی، معاشرتی اور مذہبی کیفیت کو مختصر مگر جامع انداز میں بیان کیا ہے۔ وہاں کی حکومتوں، سرداروں، مذاہب اور طریق عبادت کا مختصر خاکہ پیش کیا ہے۔

مصنف لکھتے ہیں کہ اس وقت وہاں دو قسم کے حکمران تھے۔

اول: تاج پوش بادشاہ جو در حقیقت مکمل طور پر آزاد اور خود مختار نہ تھے۔

دوم: قبائلی سردار جنہیں اختیارات و امتیازات کی وجہ سے وہی حیثیت حاصل تھی جو تاج پوش بادشاہوں کو حاصل تھی۔ لیکن ان کی اکثریت کو ایک خاص امتیاز بھی حاصل تھا کہ وہ مکمل طور پر خود مختار اور آزاد تھے۔

خطہ عرب کے باشندوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ دینِ ابراہیمی کے پیروکار تھے۔ باری تعالیٰ کی عبادت کرتے اور توحید پر کاربند تھے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسلامی تعلیمات کو بھلا دیا۔ جن کی تلقین ان کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے کی تھی اس کے بعد دورِ جاہلیت میں رائج چند رسوم کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ دورِ جاہلیت کے مشرکین بتوں کے پاس بیٹھ کر ان کی پناہ ڈھونڈتے تھے۔ انہیں زور زور سے پکارتے اور حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے ان سے التجائیں اور فریاد کرتے تھے۔

۲۔ حج و طواف اور جانوروں کو بتوں کے آگے آستانوں پر لے جا کر قربان کرتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وہ جانور بھی حرام ہیں جو (بتوں کے) آستانوں پر ذبح کیے گئے ہیں"

ایک اور جگہ ارشاد ہوا ہے کہ

"اس جانور کا گوشت نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو"

۳۔ بتوں سے اپنی قربت کا اظہار مشرکین اس طور پر بھی کرتے تھے کہ اپنے کھانے پینے کی چیزیں، کھیت کے اناج اور جانوروں کی پیداوار کا ایک طے شدہ حصہ، یہ سوچ کر کہ ان کا خدا ان بتوں میں سمایا ہوا ہے، اس کے تصرف کے لیے مخصوص کر دیتے تھے۔ اہل مکہ میں اس قسم کی توہمات اور بری عادتیں عام ہو چکی تھیں۔

رہبر انسانیت کا خانوادہ:۔

سرجیت سنگھ لامبانے "قرآن ناطق" میں رہبر انسانیت کا خانوادہ" کے عنوان سے جو تفصیل بیان کی ہے وہ مستند تاریخی روایات سے مطابقت رکھتی ہے۔ انہوں نے ہاشم بن عبد مناف کی شخصیت، ان کے اوصاف، لقب کی وجہ تسمیہ، حاجیوں کی خدمت اور رفادہ وسقایہ کے مناصب کا ذکر، تجارتی بصیرت، قریش کی خوشحالی میں ان کا کردار، ہاشم کا مدینہ میں قیام، بنی بخار کی خاتون سلمیٰ سے نکاح، اور غزہ میں وفات اور ہاشم کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے شیبہ (عبد المطلب) کی ودلات، پرورش، ان کے بھائی مطلب کے سقایہ اوررفادہ کے منصب و مقبولیت، مطلب کی اپنے بھتیجے شیبہ (عبد المطلب) کی پرورش اور مطلب کی وفات کے بعد عبد المطلب کے مناصب واقتدار کا ذکر اس کے بعد عبد المطلب کی اولاد میں دس بیٹوں اور چھ بیٹیوں کا ذکر اور ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ کا حضرت آمنہؓ سے نکاح اور حضرت عبد اللہ کا ۲۵ سال کی عمر میں وصال کا ذکر نہایت مختصر مگر جامع انداز میں کیا ہے۔

اعلانِ نبوت سے قبل کی زندگی:۔

رضاعت:۔

سرجیت سنگھ نے رسول ﷺ کی رضاعت کے واقعہ کو بھی نہایت موثر اور روایتی سیرت نگاری کے مطابق بیان کیا ہے۔ ان کی تحریر سیرت ابن ہشام، سیرت ابن سعد اور دیگر مستند ماخذات سے مطابقت رکھتی ہے۔ انہوں نے واقعہ رضاعت کو نہ صرف تسلسل اور روانی سے پیش کیا ہے۔ بلکہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے گھر میں آپ ﷺ کی آمد کے بعد ظاہر ہونے والی برکات کو نہایت محبت سے بھرپور اور سادہ انداز میں بیان کیا ہے۔ مصنف انہی برکات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت حلیمہؓ کہتی ہیں:

"جب میں بچے کو لے کر اپنے گھر آئی اس کو دودھ پلانے کے لیے اپنی گود میں لیا تو میں نے محسوس کیا کہ میری چھاتیوں میں دودھ زیادہ ہو گیا ہے جب کہ پہلے میں ان میں دودھ کی کمی محسوس کرتی تھی۔ میں نے حضور ﷺ اور اپنے شیر خوار بچے کو دودھ پلانے کے بعد یہ بات محسوس کی کہ دونوں بچے دودھ پی کر آسودہ ہو گئے ہیں"۔

اس کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی زبانی اونٹنی اور بکریوں کے دودھ پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ ذکر کیا کہ نہ صرف حضرت حلیمہ کے گھر میں برکت وخوشحالی آگئی بلکہ قحط زدہ علاقہ بھی خوشحال ہو گیا اور حضرت حلیمہؓ کا قبیلہ بھی اس برکت سے فیض یاب ہوا۔

تنازعہ حجر اسود:۔

مصنف نے تنازعِ حجرت اسود کا واقعہ نہایت سادہ اور درست انداز میں بیان کیا ہے۔ جب خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہونے لگی اور حجرِ اسود کو نصب کرنے کا وقت آیا تو قریش کے قبائل میں حجرت اسود کو نصب کرنے کے حق پر اختلاف ہو گیا۔ بالآخر سب نے فیصلہ کیا کہ جو شخص سب سے پہلے مسجدِ حرام میں داخل ہو گا وہی فیصلہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں تشریف لائے۔ لوگوں ے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی صدا بلند کی کہ

"یہ امین ہیں، ہم ان سے راضی ہیں، یہ محمد ﷺ ہیں"

لوگوں نے آپ ﷺ کو معاملے کی نزاکت اور اپنے متفقہ فیصلے سے آگاہ کیا۔ تو رسول ﷺ نے ایک چادر منگوا کر حجرِ اسود کو اس میں رکھا اور تمام قبائل کے نمائندوں سے چادر کے کنارے تھامنے کو کہا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب کیا۔ اس طرح کسی بھی قبیلے کو کوئی شکایت نہ رہی۔

واقعہ بیان کرنے کے بعد مصنف لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جس تدبر اور فہم و فراست سے کام لے کر حجر اسود نصب کرنے کے عمل میں تمام قبائل کے سرداروں کو شریک ہونے کا موقع عطا فرما اور کسی کی دل شکنی بھی نہیں ہونے دی، تاریخ میں ایسی مثال کہاں ملتی ہے۔

مصنف نے حضور اکرم ﷺ کی اعلانِ نبوت سے قبل کی زندگی میں آپ ﷺ کی حق پسند، دور اندیشی، غور و فکر اور اخلاقِ حسنہ کو نہایت خلوص اور غیر جانبداری سے بیان کیا ہے۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود سیرتِ طیبہ کے اخلاقی پہلو کو تعصب سے پاک انداز میں بیان کرنا ان کی تحقیقی دیانت داری اور فکری انصاف پسندی کی علامت ہے۔

مصنف لکھتے ہیں حضور ﷺ اپنی قوم میں مندرجہ ذیل کریمانہ عادات سے بے حد ممتاز تھے۔

- شیریں کلام اور بلند اخلاق کی دولت سے مالا مال تھے۔
- حلیمانہ اور بامروت مزاج رکھتے تھے
- بہت اچھے ہمسایہ اور پڑوسی تھے۔
- بہت بڑے دوراندیش اور بصیر تھے۔
- بے حد نرم گفتار اور رحیمانہ مزاج کے مالک تھے۔
- خیر خواہاں اور کریمانہ اوصاف کے حامل تھے۔
- عہد کے پابند اور وعدہ وفا کرنے والے تھے۔
- اعلیٰ درجے کے امین اور حد درجے کے صلح پسند تھے۔
- راست گفتار اور خصائل حمیدہ کے حامل تھے۔

حضرت خدیجہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ناداروں، یتیموں اور بے سہارا لوگوں کی امداد و کفالت کرتے۔ دل میں مہمان نوازی کا سمندر موجزن تھا مصائب کی گھڑی میں صبر و تحمل کا دامن نہیں چھوڑتے تھے آپ ﷺ کی کریمانہ عادات کی بناء پر قوم نے آپ ﷺ کو صادق اور امین کے لقب سے نوازا اور پھر لکھتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی حسنِ اخلاق کی تفسیر ہے۔

اعلانِ نبوت سے بعد کی زندگی:۔

پہلی وحی:۔

مصنف نے وحی کے واقعے کو نہایت احسن اور مختصر مگر جامع انداز میں یان کیا ہے۔ آپ ﷺ کی غارِ حرا میں خلوت نشینی، سچے خوابوں کی ابتداء اور پھر خلوت نشینی کے تیسرے سال میں پہلی وحی کی آیات کا ذکر تے ہیں۔

مصنف لکھتے ہیں کہ:

"ایک دن جب آپ ﷺ غارِ حرا کے اندر عبادت میں مشغول تھے تو اچانک غار میں آپ کے پاس ایک فرشتہ ظاہر ہوا (یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو ہمیشہ اللہ کے رسولوں تک اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے) حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ "اقراء" یعنی پڑھیے آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مَا اَنَا بِقَارِی" یعنی میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔

حضرت جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو اپنے دونوں بازوؤں کے درمیان لے کر زور سے بھینچا، پھر چھوڑ دیا اور کہا، "اقراء" یعنی پڑھیئے۔

حضور ﷺ نے پھر فرمایا "ما انا بقاری" یعنی میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔

اسی طرح جب حضرت جبرائیلؑ نے تیسری بار آپ ﷺ کو بھینچا اور اس کے بعد کہا:

اقرا باسم ربک الذی خلق خلاق الانسان من علق اقراء و ربک الاکرم

"پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھو! اس رب کے نام سے جو بڑا کریم ہے"

اس کے بعد آپ ﷺ کے نہایت خوف اور گھبراہٹ کی حالت میں حضرت خدیجہؓ کے پاس جانے اور حضرت خدیجہؓ کا آپ ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ کو تسلی دینے کا ذکر کرنے کے بعد فترۃ الوحی کے بارے میں مختصر بتاتے ہیں اس کے بعد اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کو یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول بن چکے ہیں تو آپ ﷺ کا خوف جاتا رہا اور وحی کی آمد کا اشتیاق پیدا ہونے لگ اس کے بعد وحی کی آمد کا سلسلہ قائم ہو گیا۔

فاتح مکہ کا پہلا فرمان:۔

مصنف نے فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے عفو و درگزر اور رحمت بھرے اعلان کو نہایت موثر پیرائے میں پیش کیا ہے مصنف لکھتے ہیں کہ:

"حضور ﷺ نے فاتح کی حیثیت سے مکہ کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی جو پہلا فرمان جاری کیا وہ یہ اعلان تھا کہ:

"جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لیے امان ہے۔ جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے گا اس کے لیے امان ہے۔ جو کعبہ میں داخل ہو جائے گا اس کے لیے امان ہے۔ جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اس کے لیے امان ہے"

ارشادات نبوی ﷺ:۔

سرجیت سنگھ نے کتاب کے آخر میں ارشادات نبوی ﷺ کا ذکر فرما کر ہی ثابت کیا ہے۔ کہ وہ ایک سچے عاشق رسول ﷺ، اور غیر جانبدار سیرت نگار ہیں۔ انہوں نے احادیث کی مستند کتب کا نہایت ہی باریکی بینی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے۔ اور قاری کو یہ بتانے کے لیے کہ حضور ﷺ نے اپنے ارشادات اور حدیث میں کیا فرمایا ہے۔ تا کہ قاری کو حدیث کی اہمیت کا اندازہ ہو۔ سرجیت سنگھ نے سب سے پہلے توحید، نماز، سچائی، دیانت داری، اخلاق حسنہ، علم، انسانوں کے حقوق، ظلم، تقوی، اور وہ سارے معاشرتی حقوق جن کا معاشرے میں فقدان ہے۔ نہایت ہی سادہ اور عام فہم میں بغیر سند کے بیان کیا ہے۔ سب سے زیادہ انہوں نے اخلاقیات اور انسانیت کے متعلق ذکر فرمایا۔ جس سے پتا چلتا ہے کہ وہ غیر جانبداری سے سیرت رسول ﷺ پر قلم اٹھانے والے سیرت نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔

متفرق واقعات کا تجزیاتی مطالعہ:۔

کتاب کے آخر میں مصنف نے مختلف واقعات کو بیان کیا ہے۔ ان میں بچوں سے پیار والی حدیث، یہودی کے جنازے کو دیکھ نبی کریم ﷺ احترام میں کھڑے ہونے کا واقعہ، آپ ﷺ پر اونٹ کہ او جھڑی والی روایت، لوگوں کی آپ ﷺ سے محبت، اور ایک عورت کا حضور ﷺ کی خدمت میں چادر پیش کرنا، حضور ﷺ کے وضو کے پانی کو بطور تبرک استعمال کرنا، نہایت ہی عقیدت مندانہ انداز میں بیان کیا ہے

"قرآن ناطق" کی بعض معمولی علمی لغزشیں"

۱۔ شق صدر میں فرشتوں کی تعداد:۔

مصنف نے بچپن میں رسول ﷺ کے شقِ صدر کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرشتوں کی تعداد تین ذکر کی ہے۔

مصنف لکھتے ہیں:

"رضاعت کی مدت ختم ہونے کے بعد حضور ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس ہی رہے۔ ایک دن آپ چراگاہ میں تھے کہ فرشتے آئے اور آپ کا شکم مبارک چاک کیا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کے صاحبزادے حضرت ضمیرہ اس واقعہ کو دیکھ کر دوڑتے ہوئے اپنے گھر آئے اور ان سے کہا امی جان! بڑا غضب ہو گیا۔ محمد ﷺ کو تین آدمیوں نے، جو بہت ہی نورانی شکل و صورت والے ہیں اور سفید لباس میں ملبوس ہیں، چت لٹا کر ان کے شکم کو چیر ڈالا ہے۔ میں اسی حال میں ان کو چھوڑ کر بھاگا ہوا آپ کو خبر کرنے آیا ہوں یہ سن کر حضرت حلیمہ سعدیہؓ اور ان کے شوہر دونوں گھبرائے ہوئے جنگل کی اس چراگاہ میں پہنچے جہاں آپ بکریاں چرانے تشریف لے گئے تھے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ نے وہاں جاکر دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں مگر خوف و ہراس سے چہرہ زرد ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ نے انتہائی مشفقانہ لہجہ میں پوچھا کہ بیٹا کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تین شخص نورانی شکل و صورت والے آئے تھے اور مجھ کو چت لٹا کر میرا شکم چاک کر کے اس میں سے کوئی چیز نکال لی اور اس کو باہر پھینک دیا اور پھر کوئی چیز میرے شکم میں ڈال کر شگاف کو سی دیا۔ لیکن مجھے ذرہ برابر بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی"

سیرت ابن ہشام میں بچپن کے شقِ صدر میں فرشتوں کی تعداد دو بتائی گئی ہے۔[17]

طبقات ابن سعد میں بھی محمد بن سعد نے شقِ صدر کے لئے دو فرشتوں کا ذکر کیا ہے۔[18]

سیرت دیگر مستند کتب، سیرت حلبیہ، سیرت النبی از شبلی نعمانی اور ضیاء النبی میں پیر کرم شاہ الازہری نے بھی دو فرشتوں کا ذکر کیا ہے۔

2۔ چچا کی کفالت:۔

مصنف چچا کی کفالت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت عبد المطلب کی وفات کے بعد ان کے فرزند زبیر ان کے جانشین ہوئے۔ انہوں نے آپ کو اپنی آغوش تربیت میں لے لی اور انتہائی محبت و شفقت کے ساتھ آپ ﷺ کی پرورش کی انہوں نے آپ کو کسی طرح اپنی اولاد سے کم نہیں سمجھا۔ حضرت زبیر کے بعد حضرت ابو طالب سردارِ قریش ہوئے۔ انہوں نے خاندانی حمیت کی بنا پر تادم حیات آپ کی حمایت کی۔"[19]

سیرت ابن ہشام میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عبد المطلب نے اپنے وصال سے قبل حضرت ابو طالب کو حضور ﷺ کی پرورش کے متعلق وصیت کی تھی کیونکہ حضرت ابو طالب اور آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ ایک ہی ماں سے تھے۔[20]

سیرۃ النبی ﷺ میں یہ ذکر کیا گیا ہے، حضرت عبد اللہ اور ابو طالب ماں جائے تھے۔[21]

تاریخ طبری میں ہیں، اور چونکہ ابو طالب اور رسول ﷺ کے باپ عبد اللہ حقیقی بھائی تھے۔[22]

3۔ ملک شام کا سفر:۔

مصنف لکھتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک بارہ برس کی تھی اس وقت آپ ﷺ کے چچا نے تجارت کی غرض سے ملک شام کا سفر کیا۔ چچا کو چونکہ آپ ﷺ سے والہانہ محبت تھی۔ اس لیے وہ آپ کو بھی اس سفر میں اپنے ساتھ لے گئے۔

ابو طالب حضرت محمد ﷺ سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے مقابلے میں اپنے بچوں کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ سوتے تو حضور ﷺ کو ساتھ لے کر سوتے تھے۔ اور باہر جاتے تو آپ ﷺ کو باہر ساتھ لے کر جاتے۔[23]

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ہشام بن محمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب ابو طالب رسول ﷺ کو لے کر بصریٰ علاقہ شام آئے تو اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک نو(۹) سال تھی۔[24]

4۔ حضور ﷺ کے بکریاں چرانے سے متعلق روایت:۔

مصنف نے رسول اللہ ﷺ کے بکریاں چرانے سے متعلق ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

حضور اکرم ﷺ جب عنفوان شباب کو پہنچے تو آپ ﷺ کو روزی حاصل کرنے کے مسائل درپیش آئے۔ آپ ﷺ نے زندگی کو سنوارنے اور بنانے کی طرف توجہ مبذول کی اور روزگار کے مسائل کے حل کے لیے، ابتداء میں بکریاں چرا کے حل کیے۔ آپ ﷺ نے بنو سعد کی بکریاں چرانے کے ساتھ ساتھ مکہ میں بھی بکریاں چرائیں۔

یہ بات درست ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بکریاں چرائیں۔ لیکن مصنف نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں وہ حدیث یا سیرت کی کسی بھی مستند کتاب میں نہیں ملتے۔ نہ ہی وہ روحانی مقصد واقع ہوتا ہے جو اصل حدیث میں بیان ہوا ہے۔

مصنف کے الفاظ سے معاشی مجبوری کا تاثر پیدا ہو رہا ہے جبکہ حدیث میں اس عمل کو نبیوں کی سنت اور ایک اخلاقی و تربیتی تجربہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

سیرۃ النبی ﷺ میں ہیں کہ عرب میں بکریاں چرانا معیوب کام نہ تھا۔ بڑے بڑے شرفاء اور امراء کے بچے بکریاں چراتے تھے۔ خود قرآن میں ہیں۔[25]

وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ

ترجمہ: اور تمہارے واسطے ان میں خوبصورتی ہے۔ جب شام میں چرا کر لاتے ہو۔ اور جب چرانے لے جاتے ہو، یعنی شام کے وقت تمہارے لیے ان میں خوبصورتی ہے۔[26]

طبقات ابن سعد میں ابن سعد لکھتے ہیں کہ عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی پیغمبر ایسا نہیں ہے جس نے بھیڑ بکریاں نہ چرائی ہوں"

لوگوں نے عرض کی:

"یارسول اللہ اور آپ؟ یعنی آپ ﷺ نے بھی چرائی ہیں؟"

فرمایا: "اور میں نے بھی"[27]

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اسی کو پیغمبر مبعوث فرمایا جو بھیڑ بکریاں چرا چکا ہو"

لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ اور آپ؟ فرمایا

اور میں نے بھی اہل مکہ کے لیے حب تمر، ہندی یعنی املی کے بیج کے بدلے چرائی ہیں۔

۵۔ کفار قریش کی ابو طالب سے ملاقات والی روایت کا غلط ترجمہ

مصنف کفارِ قریش کی ابو طالب سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"قریش کے چند معزز اشخاص ابو طالب کے پاس گئے۔ اور ان سے بت پرستی کے خلاف حضور ﷺ کی تقریر اور اسلام کی دعوت کے خلاف حضور ﷺ کی شکایت کی اور ابو طالب سے کہا کہ وہ اپنے بھتیجے کو تنبیہ کریں۔ قریش کے تیور دیکھ کر ابو طالب سمجھ گئے کہ اب بہت خطرناک گھڑی سر پر آگئی ہے۔ قریش اب برداشت نہیں کر سکتے اور میں اکیلا تمام قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لہذا انہوں نے حضور ﷺ کو انتہائی مخلصانہ اور مشفقانہ لہجے میں سمجھایا کہ میرے پیارے بھتیجے!" اپنے بوڑھے چچا کی سفید داڑھی پر رحم کرو۔ بڑھاپے میں مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں"[28]

سیرۃ النبی ﷺ میں ہیں" ابو طالب نے دیکھا کہ اب حالت نازک ہو گئی ہے۔ قریش اب تحمل نہیں کر سکتے۔ اور میں تنہا قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا آنحضرت سے مختصر لفظوں میں کہا

رحیق المختوم میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ جب قریش ابو طالب کے پاس آئے اور یہ کہا اگر آپ اپنے بھتیجے کو نہیں روکتے تو ہم ان سے اور آپ سے جنگ چھیڑیں گے کہ ایک فریق کا صفایا ہو کر رہے گا۔ ابو طالب پر اس پُر زور دھمکی کا اثر ہوا اور رسول ﷺ کو بلا کر کہا: بھتیجے! تمہاری قوم کے لوگ میرے پاس آئے تھے اور ایسی ایسی باتیں کہہ کر گئے ہیں اور کہا کہ "اب مجھ پر اور خود پر رحم کرو اور اس معاملے میں مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو میرے بس سے باہر ہو"

سیرت طیبہ ﷺ کی دیگر مستند کتب میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے۔ لیکن مصنف نے جو یہ الفاظ لکھتے ہیں کہ:

اے میرے پیارے بھتیجے! اپنے بوڑھے چچا کی سفید داڑھی پر رحم کرو"

مصنف کے نقل کیے گئے یہ الفاظ اصل عربی متن یا مستند سیرت کی کتب میں وارد نہیں ہوئے۔

یا ابن اخی اَبق علی وعلی نفسک، ولا تحملنی من الامر مالا اطیق

مصنف نے ابو طالب کے کلام کا توضیحی یا توسعی ترجمہ بیان کیا ہے جو کہ اصل عبارت میں مذکور نہیں ہے یہ مصنف کی خفیف سی خامی شمار کی جائے گی۔ کیونکہ ان الفاظ سے غیر مستند ماخذ و مصادر کا گمان پیدا ہوتا ہے اور یہ الفاظ اصل روایت میں اضافہ ہیں۔

5۔ سفر طائف سے واپسی پر مطعم بن عدی کے ہاں پناہ کے لیے پیغام:۔

مصنف نے سفر طائف کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

سفر طائف سے واپسی پر آپ ﷺ نے صرف مطعم بن عدی کی طرف پناہ کا پیغام بھیجا۔

جبکہ سیرت کی دیگر مستند کتب میں اخنس بن شریک اور سہیل بن عمرو کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

مولانا ادریس کاندھلوی سیرتِ مصطفیٰ میں تحریر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے شخص اخنس بن شریک کے پناہ کا پیغام بھیجا اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں قریش کا حلیف ہوں اس لیے پناہ نہیں دے سکتا، اس کے بعد سہیل بن عمرو کے پاس پیغام بھیجا اس نے بھی انکار کیا اس نے کہا کہ بنو عامر بن کعب کے مقابلے میں پناہ نہیں دے سکتا بعد ازاں مطعم بن عدی کے پاس پیغام بھیجا اور مطعم نے آپ ﷺ کی فرمائش قبول کر لی۔

بیعت عقبہ ثانیہ:۔

مصنف نے بیعت عقبہ ثانیہ میں بیعت کرنیوالوں کی تعداد ۷۲ ذکر کی ہے۔

ابن ہشام سیرت ابن ہشام میں لکھتے ہیں: بیعت عقبہ ثانیہ میں بیعت کرنیوالے ۷۳ مرد تھے اور ۲ عورتیں تھیں۔ یعنی بیعت کرنیوالوں کی تعداد ابن ہاشم نے ۷۵ بتائی ہے۔

صلح حدیبیہ کی شرائط میں سے ایک شرط کا مفقود ہونا:۔

مصنف نے صلح حدیبیہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے صلح حدیبیہ کی شرائط بیان کی ہیں۔ سیرت طیبہ ﷺ کی مستند کتب میں جن شرائط کا ذکر ہوا ہے۔ مصنف نے ان میں سے ایک شرط کم لکھی ہے۔ جو کہ ان سے سہوا" رہ گئی ہوگی۔ کیونکہ باقی سارا واقعہ مصنف نے درست بیان کیا ہے۔

وہ شرط جو مصنف کی کتاب "قرآن ناطق" میں مفقود ہے وہ یہ ہے۔

"دس سال تک فریقین جنگ بند رکھیں گے اس عرصے میں لوگ مامون رہیں گے۔"

طبقات ابن سعد یعنی طبقات الکبری میں بھی ابن سعد نے صلح حدیبیہ کی شرائط میں اس شرط کا ذکر کیا ہے کہ دس سال تک فریقین جنگ بند رکھیں گے اس عرصے میں لوگ مامون رہیں گے۔

حضرت میمونہ بنت حارث:۔

مصنف نے ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث حضور ﷺ سے نکاح کا ذکر کرتے ہوئے ان کے سابقہ صرف ایک شوہر ابورہم بن عبد العزی کا ذکر کیا ہے۔

ابن کثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے پہلے حضرت میمونہؓ نے دو مردوں سے شادیاں کی تھیں۔ جن میں سے پہلے کا نام ابن عبد یالیل تھا۔ یہ زہری کی روایت ہے۔ سیف بن عمرو نے اپنی روایت میں لکھا ہے کہ آپؓ عمیر بن عمرو کی بیوی تھیں۔اور دوسرے شوہر کا نام ابورہم بن عبد العزیٰ بتایا گیا ہے۔

نتیجہ البحث

سرجیت سنگھ لامبا عشق رسول ﷺ سے سرشار اور اقبالیات کے زبردست ماہر ہیں۔کتاب کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سرجیت سنگھ نے "قرآن ناطق" عشق کے مجذوبانہ انداز میں لکھی ہے، غیر مسلم ہونے کے باوجود ان کے قلم سے محبت کا رس ٹپکتا ہے۔ ان کے قلم شروع سے آخر تک عقیدت رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا ہے۔ اگر اس کتاب پر مصنف کا نام درج نہ ہو تو کسی کو گمان نہیں گزرتا کہ یہ کسی غیر مسلم کی تصنیف ہے۔

مصنف نے سیرت رسول ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتے ہوئے علمی اسلوب کی بجائے زیادہ تر عشق وجدانی، عقیدت مندانہ اور روحانی انداز اختیار کیا ہے۔ کتاب میں کہیں کہیں قرآن کی آیات، احادیث نبویہ ﷺ کو بیان کیا گیا ہے اور بعض جگہوں پر اشعار کا بھی بڑے ادراک کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ سیرت طیبہ کو بیان کرتے ہوئے مصنف نے معجزات النبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا جس سے ان کے قلت مطالعہ کا گمان ہوتا ہے۔ ان کے ہاں حوالہ جات میں باقاعدگی اور علمی معیار کی وہ جامعیت نظر نہیں آتی جو روایتی سیرت نگاری یا ادبی تحقیق میں ہوتی ہے۔ بیشتر مقامات پر حوالہ جات یا مراجع کا فقدان پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے مصنف کا مقصد تحقیقی سے زیادہ تاثراتی اور جذباتی اظہار محبت محسوس ہوتا ہے۔ نیز مصنف نے نبی ﷺ کو قائد تمدن، محسن انسانیت اور ایک عظیم انسان کی حیثیت سے جانا ہے اور اس بات پر توجہ مبذول کرائی کہ نبی کریم ﷺ کی سیرت کو کتب کے صفحات سے نکال کر عملی زندگی کے اوراق پر رقم کیا جانا ضروری ہے اور ساتھ میں اس پہ عمل بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ تاکہ انسانیت زندہ رہے۔

مصنف اسلام کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں اور اپنی تصنیف کے شروع میں اسلام کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسلام کسی گروہ، جماعت یا قوم کی میراث نہیں بلکہ تمام پیغمبروں اور مصلحوں کا مذہب ہے۔ مصنف نے اسلام کو آخر دین کی حیثیت سے نہیں دیکھا اور اسلام کو تمام انسانوں کا مشترکہ سرمایہ قرار دیا ہے اور کہتے ہیں کہ جس طرح ہوا، پانی اور روشنی پر جتنا حق مسلمانوں کا ہے اتنا ہی غیر مسلموں کا ہے۔ مصنف اس بات کو نہیں سمجھ سکے کہ اسلام کوئی مادی شے نہیں ہے بلکہ دین الٰہی ہے جس سے حقیقی فائدہ صرف وہی شخص اٹھا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول ﷺ کی آخری نبوت پر ایمان لائے اور دین اسلام کے تمام احکام کو تسلیم کرے۔ اس پہلو سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے اسلام کے حقیقی مفہوم کو پوری طرح نہیں سمجھا اور اسے عمومی انسانی ورثہ قرار دیا ہے۔ جب کہ اسلام ایمان اور عقیدہ کی بنیاد پر قائم ایک دین کامل ہے جو صرف اپنے ماننے والوں کے لئے ہدایت اور ابدی نجات کا ذریعہ ہے۔

سرجیت سنگھ کی تصنیف تحقیق کے سخت معیارات پر پوری نہیں اترتی مگر ایک خالص نثری اور محبت آمیز سیرت نگاری کے زمرے میں اسے ایک منفرد کوشش کیا جا سکتا ہے۔ جو ادب سیرت میں ایک والہانہ، ذوقی اور قلبی اظہار کا خوبصورت نمونہ ہے۔

یہ تصنیف مختلف مذاہب کے مابین ہم آہنگی، مکالمے اور باہمی احترام کی راہ ہموار کرتی ہے۔ پاکستان کے متعدد اداروں کی طرف سے ان کو بین المذاہب ہم آہنگی کی کوشش کی بناء پر سفیر محبت کے لقب سے نوازا گیا ہے۔

حوالاجات

[1]۔ قرآن ناطق، ص:25-26
[2]۔لامبا، سرجیت سنگھ، قرآن ناطق، میٹروپرنٹرز لاہور، 2004ء ص:33
[3]۔ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، مقدمہ، دار ابن کثیر، بیروت، 1987
[4]۔الزرقانی محمد عبد الباقی، شرح علمی المواہب اللدنیہ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ج:1، مقدمہ
[5]۔ابن ہشام ابو الملک بن ہشام، السیرۃ النبویہ، تحقیق مصطفیٰ القاء، دار المعرفہ، بیروت، 2004
[6]۔ صلاح الدین، مقبول احمد، سیرت نگاری کی تاریخ وارتقاء، مکتبہ رحمانیہ، کراچی، ص:223
[7]۔ سرجیت سنگھ لامبا، قرآن ناطق، ص:62-63
[8]۔القرآن، سورۃ العلق، 4-1 :96
[9]۔ سرجیت سنگھ لامبا، قرآن ناطق، ص:69
[10]۔القرآن، سورۃ الشعراء، 26:214
[11]۔القرآن، سورۃ الحجر، 15:94
[12]۔ سرجیت سنگھ لامبا، قرآن ناطق، ص:86
[13]۔ سرجیت سنگھ لامبا، قرآن ناطق، ص:135
[14]سرجیت سنگھ لامبا، قرآن ناطق، ص:200-189
[15]سرجیت سنگھ لامبا، قرآن ناطق، ص:199
[16]علامہ سید ذیشان حیدر، نہج البلاغہ، مترجم،، ص نمبر 295 محفوظ بک ایجنسی، مارٹن روڈ کراچی
[17]
[18]طبقات ابن سعد حصہ اول، ص125
[19]لامبا، سرجیت سنگھ، قرآن ناطق، میٹروپرنٹرز لاہور، 2004ء ص:49-50
[20]سیرت ابن ہشام، جلد اول، ص، 183
[21]سیرت النبی ﷺ جلد اول، ص، 110
[22]الطبری، محمد بن جریر طبری، تاریخ طبری، نفیس اکیڈمی کراچی، س ن، جلد 2، ص47
[23]سیرۃ النبی ﷺ جلد اول، ص110
[24]ایضا
[25]سیرۃ النبی ﷺ جلد اول، ص:112
[26]القرآن، سورۃ النحل، آیت نمبر:6
[27]طبقات ابن سعد حصہ اول، ص138
[28]لامبا، سرجیت سنگھ، قرآن ناطق، میٹروپرنٹرز لاہور، 2004ء ص:75